عصرِ حاضر میں ضمان کی اہمیت وضرورت

محمد اصغر
ریسرچ اسکالر شعبہ قرآن وسنہ، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی
ڈاکٹر عدنان ملک
صدر شعبہ تاریخ اسلام گورنمنٹ کالج یونیورسٹی حیدر آباد

ABSTRACT:

Almighty Allah commanded preserving the dignity of health and wealth of every Muslim. Islam too, emphasises protection of these very elements and guarantees protection of minority's rights in Muslim societies. This prohibits any one, who grabs the property of any other. Injunction of Holy Quran and hadith in this matter are very much clear, which are described in the following lines. The sacred shariah also issued severe punishment to siphon off the waye for these crimes against human dignity by maintaining fool proof surveillance at the doors of all such vulnerabilities. Even the Holy prophet, in his last surmon warned in these words: "Beware! Maintaining the dignity of your blood, property and respect is as important for you as the dignity of this month, this sity and this day (9th zilhaj). in the following discussion all these injunctions of Holy Quran and Hadith would be analyzed.

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر زمین پر آباد کیا اور عدل وانصاف کے ساتھ پر امن معاشرہ قائم کرنے کی تعلیمات دیں۔اُس خالق کائنات نے ظلم کو اپنے نفس پر بھی حرام کیا اور انسانوں کو بھی اس سے گریز کرنے کی تلقین کی مگر انسان کے ساتھ ساتھ اس کا ازلی دشمن شیطان بھی بارگاہِ لم یزل سے راندہ درگاہ ہو کر اس عزم کے ساتھ زمین پر اترا کہ وہ عدل وانصاف کے بجائے ظلم وفساد اور اطاعت وبندگی کے بجائے تمرد وشیطنت کے جال بچھا کر انسانوں کو راہِ راست سے گمراہ کرنے کا کوئی موقع فراموش نہیں کرے گا،انسانوں کے مابین اخوت ومحبت کے بجائے نفرت وعداوت کے بیج بو کر انہیں جنت کا مستحق بننے کے بجائے جہنم کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرے گا۔ حق وباطل کی یہ جنگ حضرت آدمؑ کی اس زمین پر آمد کے ساتھ ہی شروع ہو گئی تھی چنانچہ انسانی معاشروں میں لوگوں کا ایک دوسرے پر ظلم اور جان ومال واجسام میں زیادتیاں کرنا یہ سب اسی وقت سے ہے جب سے حضرتِ انسان اس روئے زمین پر آباد ہے۔

انسان و شیطان کے مابین اس تصادم اور سرکشی کو روکنے اور حق کی تائید و حمایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قوتوں کو وجود بخشا اور اس کے حدود و آثار کی حد بندی کے لئے الٰہی شریعتوں کا نزول فرمایا۔ انسانی معاشروں کے تحفظ و احترام کو باقی رکھنے، انسانیت کو آپس کے ٹکراؤ اور تصادم سے بچانے، حدود سے تجاوز کرنے اور انسانوں کو ایک دوسرے پر ظلم ڈھانے سے باز رکھنے کے لئے ایک منظم شکل میں حدود مقرر فرمائیں اور ایسی جانی و مالی عقوبتیں لازم کیں جن کی رعایت و کفالت معاشروں اور زندگی کے حقوق کی بھرپور ضامن ہے۔

امت محمدیہ ﷺ کی خاص آزمائش جس طرح ظلم و فساد کی یہ داستان قدیم ہے خلقِ خدا پر تعدی اور ان کے حق میں نقصان و زیادتی کرنے والے افراد پر لاگو ہونے والے قوانین کا معاملہ بھی زمانہ قدیم سے نافذ العمل ہے البتہ امت محمدیہ ﷺ کے حوالہ سے ان حد بندیوں اور شرعی احکام کی اہمیت گذشتہ امتوں سے بھی زیادہ ہے کیونکہ ہماری امت کی بڑی آزمائش مال ہی کے ذریعہ کی گئی ہے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔ میں تم پر فقر و ناداری آنے سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر ضرور ہے کہ دنیا تم پر زیادہ وسیع کر دی جائے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کی گئی تھی پھر تم اسکو بہت زیادہ چاہنے لگو جیسے کہ انہوں نے اس کو بہت زیادہ چاہا تھا اور پھر وہ تم کو برباد کر دے جیسا کہ اس نے ان اگلوں کو برباد کیا۔(۱)

ایک دوسری حدیث میں وارد ہے۔ حضرت کعب بن عیاضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کیلیئے کوئی خاص آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی خاص آزمائش مال ہے۔(۲) حجور ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میری امت میں مال و دولت کو ایسی اہمیت حاصل ہو گی اور اس کی ہوس اتنی زیادہ بڑھ جائے گی کہ وہی اس امت کے لیے سب سے بڑا فتنہ بن جائے گا، چنانچہ قرآن مجید میں بھی اسی معنی میں مال کو فتنہ کہا گیا ہے۔

موجودہ معاشرے کی حالت زار واقعہ یہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ سے لیکر ہمارے زمانہ تک کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو صاف محسوس ہو گا کہ مال کے مسئلہ کی اہمیت اور دولت کی ہوس برابر بڑھتی رہی ہے اور بڑھتی ہی جارہی ہے۔ بالخصوص ہمارے اس زمانہ میں مال و دولت کے ساتھ لوگوں کا تعلق اور شغف وانہماک حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ خالص دنیاوی اور مادی ترقی کے مسئلہ کو اتنی اہمیت دے دی گئی ہے کہ مال و دولت ہی مطلوب و معبود بن کر رہ گیا ہے۔ قرآن و حدیث کی پیشین گوئیوں کے مطابق مال اس امت کے لیے

بہت بڑی آزمائش بن چکا ہے اور آج دنیا میں جتنے گناہ اور جرائم سرزد ہو رہے ہیں ان سب کا بنیادی سبب مال ہی ہے۔ اکثر فسادات اور جھگڑے اسی مال کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں، یہی وہ فتنہ ہے جس کے باعث آج دن دھاڑے انسانوں کا خون بہہ رہا ہے، مال و آبرو پر ڈاکے پڑ رہے ہیں اور طاقتور کمزور کے حقوق پامال کر رہا ہے۔

اسی لیے ضمان (یعنی کسی کے مال میں ناحق دست اندازی کرنے اور کسی کا مالی حق پامال کرنے پر تلافی کے طور پر جو مال لازم ہوتا ہے اس) کے مسائل آج کی انسانی زندگی میں انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔ نیز اسلام چونکہ ایک کامل، اکمل اور منتخب دین ہے جسے خالق کائنات نے تاقیامت انسانی زندگی کے لائحہ عمل کے طور پر منتخب کیا ہے اور اسلام کی تعلیمات سابقہ تمام انبیاء کو دی جانے والی تعلیمات سے زیادہ جامع ہیں اس لیے دین اسلام میں اس حوالہ سے اہم تعلیمات دی گئی ہیں۔ اسلام اپنی تعلیمات کے ذریعہ دنیا میں اپنے پیرؤں کے لیے بالخصوص اور پوری دنیا کے لیے بالعموم جس معاشرہ کی تعمیر چاہتا ہے وہ ایک ایسا پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ ہے جس کے اعمال وافکار کے کسی گوشے میں بداخلاقی، بے انصافی، چور بازاری اور جرائم کی گنجائش نہ ہو بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ دینِ اسلام کی بنیاد جن اعمال وافکار پر رکھی گئی ہے ان میں سے اہم ترین اساس عدل وانصاف اور جرائم کی روک تھام ہے اور اسلام کی بے شمار تعلیمات اسی محور کے گرد گھومتی ہیں۔ چناچہ اس مقصد کی خاطر اسلام نے قانون سازی اور اخلاقی تعلیمات میں انتہائی جزرسی کا مظاہرہ کیا ہے اور ان تمام چور دروازوں پر پہرے بٹھائے ہیں جہاں سے معاشرہ میں جرائم کے گھس جانے کا احتمال ہو۔

کسی کا مال ناحق کھانے کی ممانعت ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے واقع ہو تو مضائقہ نہیں............اور جو شخص ایسا فعل کرے گا (یعنی دوسرے کا مال ناحق کھائے گا) اس طور پر کہ حد سے گذر جائے اور ظلم کرے تو ہم عنقریب اس کو آگ میں داخل کریں گے۔(۳)

آیت مبارکہ میں ناحق کسی کا مال کھانے کی ممانعت ہے مگر یہ حکم صرف کھانے میں محصور نہیں بلکہ اس سے ہر وہ صورت مراد ہے جس میں کسی انسان کا حق پامال ہوتا ہو خواہ اس کا تعلق کھانے سے ہو یا اور کسی چیز سے چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

آیت میں "لاتاکلوا" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں "مت کھاؤ" مگر عام محاورہ کے اعتبار سے اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کے مال میں ناحق طور پر کسی قسم کا تصرف نہ کرو خواہ کھانے پینے کا ہو یا اسے استعمال کرنے کا۔ عرفِ عام میں کسی کے مال میں تصرف کرنے کو اس کا کھانا ہی بولا جاتا ہے اگرچہ وہ چیز کھانے کی نہ ہو۔ لفظِ باطل جس کا ترجمہ "ناحق" سے کیا گیا ہے عبداللہ ابن مسعود اور جمہور صحابہ کے نزدیک تمام ان صورتوں پر مشتمل ہے جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہیں جس میں چوری، ڈاکہ، غصب، خیانت، رشوت، سود وقمار اور تمام معاملاتِ فاسدہ داخل ہیں۔(۴)

مذکورہ اصول کو ایک دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ اور ان کو حکام کے پاس اس غرض سے مت لیجاؤ کہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ گناہ کے طریقہ پر کھاؤ جب کہ تمہیں علم بھی ہو (کہ ایسا کرنا جائز نہیں)(۵)

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ اس آیت کے ذریعہ پوری امتِ محمدیہ ﷺ کو خطاب کیا گیا ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے لوگ ایک دوسرے کا مال بغیر حق کے نہ کھائیں جس میں جوا، دھوکہ، غصب، ادائیگی حقوق سے انکار اور ہر وہ صورت داخل ہے جس میں مالک کی رضامندی شامل نہ ہو یا رضامندی شامل ہو مگر شریعتِ مطہّرہ نے اس صورت کو حرام قرار دیا ہو جیسا کہ فاحشہ عورت کی کمائی، کاہن کی اجرت، شراب اور خنزیر کی قیمت وغیرہ۔(۶)

مذکورہ دونوں آیات سے ملتی جلتی اور بھی کئی آیات قرآن کریم میں موجود ہیں جن میں لوگوں کی جائز املاک کے مکمل احترام کی تاکید وارد ہوئی ہے اور لوگوں کے اموال میں ان کی رضامندی کے بغیر دست اندازی کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے۔ طوالت کے خوف سے ان آیات کو ذکر نہیں کیا گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد سے مت نکلو۔(۷)

مذکورہ آیتِ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں۔

یہ جملہ قرآن کریم میں تین جگہ حضرت شعیبؑ کی زبانی کہلایا گیا ہے،ان کی قوم ناپ تول میں کمی کرنے کی عادی تھی اس لئے حضرت شعیبؑ نے انہیں اس بری عادت کو چھوڑنے کے لئے پہلے تو صاف طور پر فرمایا کہ "ناپ تول میں کمی نہ کرو"اس کے بعد یہ عمومی جملہ ارشاد فرمایا کہ "لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو"مشہور مفسر علامہ ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں کہ پہلے توانہیں ایک خاص جرم سے منع فرمایا گیا جو خرید وفروخت کے وقت ناپ تول میں کمی کی صورت میں کیا جاتا تھا، بعد میں "لا تبخسوا الناس اشیاء ہم "فرما کر ہر طرح کے حقوق میں کتر بیونت اور کمی کو عمومی طور پر منع کر دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت صرف ناپ تول میں کمی کے محدود معنی پر ہی دلالت نہیں کرتی بلکہ لوگوں کی جائز املاک میں ہر ایسا تصرف جو ان میں کمی کا باعث ہو اس کے عموم میں داخل ہے(۸)

مذکورہ آیات سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوعِ انسان پر ایک دوسرے کے اموال کو ظلماًاور ناحق طریقہ سے کھانا حرام قرار دیا ہے۔بندوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور ان پر کی جانے والی سرکشی کو زمین میں فساد پیدا کرنے کے مترادف قرار دے کر اسے ممنوع ٹھہرایا ہے نیز اس عمل کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور آخرت کا عذاب ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی روک تھام کے لئے دنیا میں بھی کچھ سزائیں مقرر فرمائی ہیں تاکہ امن وامان سے بھرپور معاشرہ قائم ہو سکے۔

خطبہ حجۃ الوداع کا اہم مضمون قرآن کریم کی طرح بہت سی احادیثِ مبارکہ میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے۔حضور سرورِ کونین ﷺ نے اپنے پہلے اور آخری حج کے موقع پر نو ذوالحج کو عرفات کے میدان میں ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اسے تاریخی حیثیت حاصل ہے اور اس خطبہ میں اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور اسلام کے معاشی وسماجی اصولوں کا امتیاز نہایت واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا گیا ہے،اس خطبہ کا ایک اہم حصہ یہ ہے۔پس تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبرو تم پر ایسی ہی حرمت کی حامل ہے جیسے اس(مبارک)مہینے اور اس (مبارک)شہر میں تمہارے اس دن (یعنی یوم حج)کی حرمت ہے۔(۹) اس حدیث کی شرح میں علامہ نوویؒ لکھتے ہیں۔ ان الفاظ کے مجموعہ سے اموال،خون اور آبرو کی حرمت کے سلسلے میں شدت کو بیان کرنا اور ان (کو پامال کرنے سے)ڈرانا مقصود ہے۔(۱۰)

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔ (حدیث میں)ان اشیاء(خون بہانے،بلا سببِ شرعی غیر کا مال لینے اور کسی کی آبرو پامال کرنے)کی حرمت بیان کرنے میں مبالغہ ہے............اس لئے کہ (ذوالحجہ کے)مہینے،شہرِ (مکہ)اور (حج کے)دن کے حرمت ان لوگوں کے ہاں ثابت اور مسلم،

تھی بخلاف جانوں، اموال اور آبرو کے (عرب کے لوگ) زمانہ جاہلیت میں ان چیزوں کو جائز سمجھتے تھے تو شریعت نے ان کو متوجہ کیا کہ مسلمان کے خون، مال اور آبرو کی حرمت شہر، مہینہ، اور اس دن کی حرمت سے زیادہ عظیم ہے۔(۱۱) حضور اکرم ﷺ کے اس حکیمانہ ارشاد نے انسانی معاشرہ کی دکھتی ہوئی رگوں پر ہاتھ رکھ دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عالمِ اسلام بلکہ پوری دنیا میں امن وامان قائم کرنے کے حوالہ سے اس ایک حدیث مبارکہ پر عمل کرنا ہی کافی ہو سکتا ہے۔

سنن ابو داؤد میں حضرت صخر بن عیلہؓ کی غزوہ طائف سے متعلق ایک طویل حدیث مروی ہے۔ اس میں سے ہمارا مطلوب حدیث کا ایک خاص ٹکڑا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صخر بن عیلہؓ نے جب حصنِ طائف کو فتح کیا تو اس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفیؓ کی پھوپھی کو پکڑ لیا تھا جبکہ وہ اسلام لے آئی تھیں۔ اسی طرح قبیلہ بنو سلیم کے لوگ اپنی بستی کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے جس پر حضرت صخر بن عیلہؓ نے قبضہ کر لیا تھا بعد میں یہ لوگ بھی اسلام لے آئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد قبیلہ بنو سلیم کے لوگ حضرت صخر کے پاس آئے اور اپنی بستی اور اس کا پانی واپس لینے کی بات کی، اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اپنی پھوپھی واپس کرنے کا مطالبہ کیا مگر حضرت صخر بن عیلہؓ نے ان کی واپسی سے انکار کر دیا قبیلہ بنو سلیم کے لوگ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر صورتِ حال بیان کی تو اس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت صخر بن عیلہؓ کو خطاب کر کے فرمایا: بلاشبہ جب کوئی قوم مسلمان ہو جائے تو اپنے مال اور اپنے خون کو محفوظ کر لیتی ہے۔(۱۲)

اس حدیث میں حضور ﷺ نے عمہ مغیرہ اور ماءِ بنی سلیم یہ کہہ کر انہیں واپس کرنے کا حکم دیا کہ کفار جب اسلام لے آتے ہیں تو وہ قیدی ہوں یا غیر قیدی اسلام لانے کے بعد ان کی جان اور مال محفوظ ہو جاتے ہیں اور محفوظ جان و مال کو کسی بھی طریقے سے نقصان پہنچانا کسی کے لیے درست نہیں۔

حضرت معاذؓ کو نصیحت نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جس انداز سے تربیت فرمائی وہ آپ ﷺ ہی کا خاصہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو گورنر بنا کر یمن بھیجا تھا۔ رخصت ہوتے وقت آپ ﷺ نے انہیں بہت سی نصیحتیں فرمائی تھیں جن میں سے ایک نصیحت یہ تھی۔ '' پس اگر وہ لوگ (یعنی یمن کے باشندے) تمہاری اس بات کو مان لیں تو انہیں بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مال میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لیا جائیگا اور ان کے حاجت مند افراد میں

تقسیم کیا جائیگا پس اگر وہ اس بارے میں تمہاری اطاعت کر لیں تو ان کی عمدہ اور حرمت والی املاک (میں دست اندازی) سے مکمل پرہیز کرنا۔(۱۳)

غور کا مقام ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت معاذؓ کو گورنر بنا کر یمن بھیج رہے ہیں۔ چنانچہ اُنہیں یہ نصیحت کی جارہی ہے کہ لوگوں کے اموال میں جو اللہ کا حق بنتا ہے اُسے وصول فرما کر اس کے حقداروں تک پہنچایا جائے لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی ارشاد فرمادی کہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے بعد ان کے حرمت والے اموال میں مزید کسی قسم کی دست اندازی نہ کی جائے۔ نہ حق سے زیادہ وصول کیا جائے اور نہ ان پر کسی قسم کا ظلم کیا جائے۔ یہ نصیحت یمن کے اس گورنر کو کی جارہی ہے جو خود آنحضرت ﷺ کے تربیت یافتہ اور مزاج نبوت کے پاسبان ہیں۔

خیانت اور لوٹ مار سے بچو! بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

چور چوری کرتے وقت مؤمن نہیں ہوتا......اور جو شخص مال لوٹ رہا ہو جس کی طرف لوگ (حیرانی سے) آنکھیں اٹھائے ہوئے (دیکھ رہے) ہوں وہ لوٹتے وقت مؤمن نہیں ہوتا اور جو شخص مالِ غنیمت میں خیانت کر رہا ہو وہ خیانت کرتے وقت مؤمن نہیں ہوتا لہٰذا تم ان گناہوں سے بچو! ان گناہوں سے بچو۔(۱۴)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے لوٹنے کا کام کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(۱۵) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو لوٹنے کا کام کرے یا (کسی کا مال) چھیننے یا چھیننے کا مشورہ دے۔(۱۶) غور کریں کہ کسی مسلمان کا مال لوٹنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ تینوں ارشادات میں کس قدر سخت وعید ہے کہ آپ ﷺ اس شخص کو اپنی امت سے خارج قرار دے رہے ہیں۔

گلے کا طوق حضرت محمد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ ابو سلمہؓ نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ ان کی اور ایک دوسری قوم کے مابین کسی زمین کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا تو وہ (حضرت) عائشہؓ کے پاس گئے اور ان سے (اس جھگڑے) کے بارے میں ذکر کیا، اس پر

حضرت عائشہؓ نے فرمایااے ابو سلمہ زمین (حاصل کرنے) سے بچو اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایاہے کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی ناحق لے لے اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔(۱۷)

حضرت سعید بن زیدؓ ہی سے روایت ہے کہ اروی (نامی ایک عورت) نے ان سے ان کے مکان کے بعض حصہ میں جھگڑا کیا تو انہوں نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو (یعنی مکان لینے دو) اس لئے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بالشت بھر زمین بھی اپنے حق کے بغیر لے گا اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائیگا (پھر حضرت سعیدؓ نے اس عورت کے لئے مکان ظلماً لینے پر بدعا کی) اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو نابینا کر دے اور اس کی قبر اسی کے گھر میں بنادے۔(حضرت سعیدؓ فرماتے ہیں کہ) میں نے اس عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ نابینا تھی اور دیواروں کو تلاش کرتی پھرتی تھی اور یہ بھی کہتی تھی کہ مجھے سعید بن زید کی بدعا لگ گئی ہے پس اسی دوران کہ وہ ایک مرتبہ اپنے گھر میں چل رہی تھی کنویں کے قریب سے گذری تو اس میں گر گئی اور وہی اس کی قبر بن گئی۔(۱۸) ان احادیث میں ظلم اور غصب کے حرام ہونے اور ان کی سزا کے سخت ہونے کی صراحت ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جس کام کے ارتکاب پر اس قدر سخت سزابیان کی گئی ہو اس عمل کے گناہِ کبیرہ ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

جانور کے نقصان کا حکم ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ: حضرت براءابن عازبؓ کی اونٹنی کسی باغ میں چلی گئی اور وہاں باغ کا بڑا نقصان کیا (باغ والوں نے اس بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ باغ والوں پر دن کے وقت باغ کی حفاظت ہے اور جو نقصان جانوروں سے رات کے وقت ہو اس کا جرمانہ جانور والوں پر واجب ہے۔(۱۹)

اس حدیثِ مبارکہ میں صراحت ہے کہ اگر کسی شخص کا جانور بھی دوسرے کی املاک کو نقصان پہنچادے تو اس نقصان کا ضمان جانور کے مالک پر لازم ہو گا جس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یہی نقصان اگر کسی انسان سے ہو تو بطریق اولی اس نقصان کا ازالہ کیا جائیگا۔ قاضی شریحؒ کے پاس بھی ایک ایسا ہی جھگڑا آیا تو آپ نے یہی فیصلہ فرمایا کہ اگر دن کو بکریوں نے نقصان پہنچایا ہے تب تو کوئی معاوضہ نہیں اور اگر رات کو نقصان پہنچایا ہے تو بکریوں والے ضامن ہیں۔

صاحب حق کو اس کا حق ادا کرو! حضرت سائب بن یزیدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کا کوئی سامان نہ مذاق میں لے نہ سنجیدگی سے اور اگر کسی کا کوئی سامان کبھی لیا ہو تو وہ اسی کو لوٹادے۔(۲۰)

حضرت سمرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ پر ہر وہ چیز لازم ہے جو اس نے لی یہاں تک کہ اس کو ادا کر دے۔(۲۱)

پہلی روایت میں صراحت ہے کہ جو انسان کسی دوسرے انسان کا مال ناحق طور پر لے لے تو اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس کا ازالہ کرے اور صاحب حق کو اس کا مال لوٹائے۔ اسی طرح دوسری حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے کس قدر صراحت کے ساتھ یہ بات ارشاد فرمادی ہے کہ جو شخص کسی کی ملکیت میں دست اندازی کرتے ہوئے کوئی چیز لے لے تو اس پر اس چیز کو واپس لوٹانا واجب اور ضروری ہے اور وہ شخص اس وقت تک اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوگا جب تک کہ مالک کو اس کی اصل چیز یا ہلاکت کی صورت میں اس کا بدل لوٹا نہ دے۔ شارحین کی تصریح کے مطابق اس حدیث سے ضمان کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

کفار کے اموال کی حرمت مسلمان تو مسلمان ہے قرآن و حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی انسان کے لیے کسی غیر مسلم کا مال ناحق طور پر لینا بھی درست نہیں۔ غزوہ حنین میں جب بنو ہوازن کے ایک لشکرِ جرّار نے مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کی اور اس کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

مسلمانوں کے پاس ہتھیاروں کی کمی تھی، ایسے میں آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ صفوان بن امیہ کے پاس بہت سے ہتھیار ہیں۔ صفوان بن امیہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ ایک غیر مسلم شہری کی حیثیت سے مطیع بن چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے وہ ہتھیار اور زرہیں مانگیں جس کا قصہ ابو داؤد میں اس طرح مروی ہے۔ امیہ اپنے والد صفوان بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حنین کے دن نبی کریم ﷺ نے ان سے زرہیں بطورِ عاریت لیں تو انہوں نے کہا: اے محمد کیا یہ ہتھیار آپ مجھ سے چھیننا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ ہم یہ عاریۃً لینا چاہتے ہیں جن کی واپسی کی ضمانت ہوگی۔(۲۲)

آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر جنگ کی واضح ضرورت کے باوجود ایک غیر مسلم کا ہتھیار بھی بلا معاوضہ لینا گوارا نہیں فرمایا بلکہ لینے سے قبل ان کی واپسی کی ضمانت دی اور پھر ہتھیار استعمال فرمائے جس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ کسی کی املاک کو بلا معاوضہ لے لینا کسی بھی فرد کے لئے جائز نہیں خواہ وہ کوئی غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔

قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے مذکورہ اقوال سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کسی انسان کے لئے دوسرے کی ملکیت کو نقصان پہنچانا، اس کی رضامندی کے بغیر اس میں کسی قسم کا تصرف کرنا یا کسی کی عزت وآبرو اور جان ومال سے کھیلنا شرعاً جائز نہیں اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر مشتمل یہ واقعات اس بات کا ناقابلِ انکار ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ نے ہر شخص کی ملکیت کے احترام کا جو بنیادی اصول بار بار کھلے الفاظ میں بیان فرمایا وہ محض ایک نظریہ ہی نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ نے قدم قدم پر بذاتِ خود اس پر عمل بھی کر کے دکھایا ہے اور انتہائی نازک اور مشکل حالات میں بھی غیر معمولی باریک بینی کے ساتھ اس کی نگہداشت فرمائی ہے تاکہ امت کے افراد اس مسئلہ کی نزاکت سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

عصرِ حاضر میں وقوع پذیر ہونے والے جرائم کو ختم کرنے کا اگر کوئی مؤثر طریقہ ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ قرآن وحدیث کے مذکورہ اور ان جیسے دیگر ارشادات کا استحضار کیا جائے اور یہ حقیقت لوگوں کے قلوب واذہان میں راسخ کر دی جائے کہ ہر حق کو پامال کرنے پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دنیا وآخرت دونوں میں کچھ سزائیں مقرر کی ہیں، ہر نقصان کا ازالہ کرنا لازم ہے خواہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ یہ حقیقت اگر انسان کے دل ودماغ میں اچھی طرح بیٹھ جائے تو صرف یہی وہ چیز ہے جو انسانی اعمال وافکار پر رات کی تاریکی اور جنگل کی تنہائی میں بھی پہرے بٹھا سکتی ہے اور جب تک کسی قانون کی پشت پر اس حقیقت کا مستحکم ایمان موجود نہ ہو اس وقت تک وہ عمل کی دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بالعموم اور اہل پاکستان کو بالخصوص مال کے اس عظیم فتنہ سے محفوظ رکھے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جس مال نے آج ہماری آنکھوں کو خیرہ کیا ہوا ہے اور قلب ونظر پر ہوس کی پٹیاں باندھ رکھی ہیں وہ ہمیں جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن جائے۔ جس مال کو آج ہم راحت کا سبب سمجھ بیٹھے ہیں یہی مال کل قیامت کے دن ہماری جہنم کا سامان بن جائے۔ آمین

المراجع والمصادر

(۱) قشیری مسلم ابن الحجاج، الجامع الصحیح، سعید ایچ ایم کمپنی کراچی، ج ۲ ص ۴۰۷

(۲) ترمذی محمد ابن عیسیٰ ابن سورۃ، سنن ترمذی، فاروقی کتب خانہ، ملتان، لاہور ج ۲ ص ۷۵

(۳) قرآن مجید: ۴: ۹۲ و ۹۳

(۴) عثمانی مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی ۲۰۰۰ ج ۲ ص ۸۷۳

(۵) قرآن مجید:۲ : ۸۸۱

(۶) قرطبیؒ محمد بن احمد انصاری، الجامع لاحکام القرآن، مکتبہ حقانیہ پشاور ۸۸۹۱ ج۲ص ۵۲۲

(۷) قرآن مجید:۱۱ : ۵۸و۶۲: ۳۸۱

(۸) عثمانی، مفتی محمد تقی، عدالتی فیصلے، ادارہ اسلامیات لاہور کراچی ۲۰۰۲ ص ۵۴

(۹) بخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶۹۱ ج۱ص ۱۲

(۱۰) نووی شرف الدین، شرح النووی علی الجامع الصحیح لمسلم، سعید ایچ ایم کمپنی کراچی ج۲ص ۰۶

(۱۱) عسقلانی ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، قدیمی کتب خانہ کراچی ج ا ص ۰۱۲

(۱۲) سجستانی سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷۶۹۱ ج۲ص ۰۸

(۱۳) قشیری مسلم ابن الحجاج، الجامع الصحیح، سعید ایچ ایم کمپنی کراچی ج ا ص ۵۵

(۱۴) بخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶۹۱ ج۱ص ۲۰۲

(۱۵) ہیثمی نورالدین، مجمع الزوائد، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۰۰۲ ج۵ص ۴۳۴

(۱۶) ایضاً

(۱۷) قشیری مسلم ابن الحجاج، الجامع الصحیح، سعید ایچ ایم کمپنی کراچی ج ۲ ص ۳۳

(۱۸) قشیری مسلم ابن الحجاج، الجامع الصحیح، سعید ایچ ایم کمپنی کراچی ج ۲ ص ۳۳

(۱۹) قزوینی محمد بن زید، سنن ابن ماجہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی ص ۸۶۱

(۲۰) قزوینی ابوعبداللہ محمد بن زید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۰۷ ص ۸۶۱

(۲۱) سجستانی سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷۶۹۱ ج۲ص ۵۴۱

(۲۲) ایضا